www.novelsclubb.com
شر
از کائنات شاہد
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

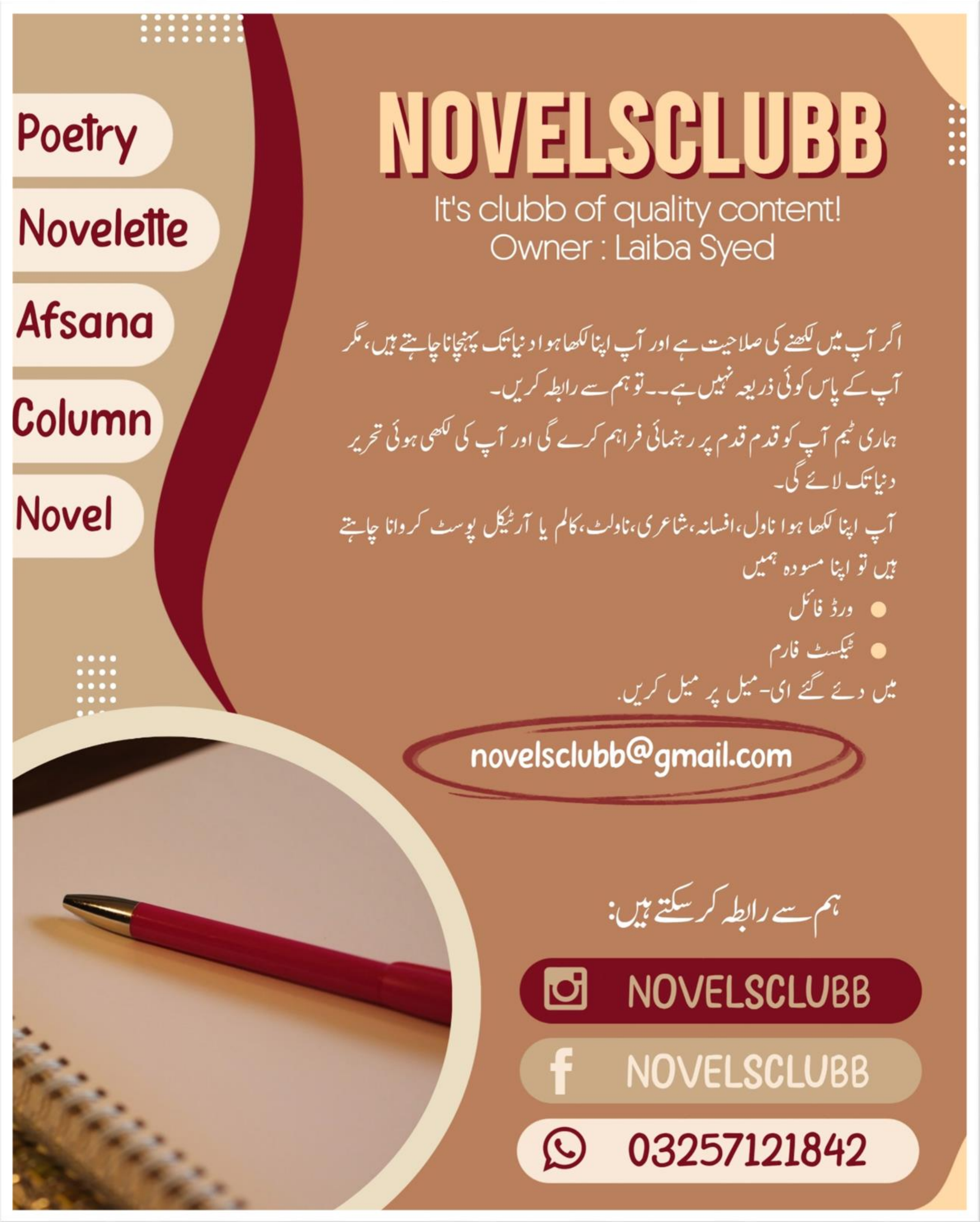
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

شر

از قلم

کائنات شاہد

Clubb of Quality Content!

ناول "شر" کے تمام جملہ حق لکھاری "کائنات شاہد" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔
اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

کیاہوامحراب تم اتنی پریشانی میں کیوں ٹہل رہی؟

بلاوجہ کی ضد پال لی ہے تم نے۔ تمہیں کتنی دفعہ کہاہے کہ یہ ضد چھوڑدو لیکن تم باز ہی نہیں آرہی اب بھگتو خود ہی۔اتنا کہہ کر نور بیگم خاموش ہوگئی ماں اپکوابھی بھی یہ لگ رہا کہ میں غلط ہوں؟آپ جانتی بھی ہیں کہ میں بلکل حق پر ہوں۔ تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا!۔یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر چلی گئی۔ جبکہ پیچھے بھوری آنکھوں میں اچانک ہی نمی اتری۔ لیکن اس نے اس نمی کو بے دردی سے پیچھے دھکیل دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ماریہ یار تم گھر جاؤ۔یہ جگہ سیف نہیں ہے۔ نہیں محراب میں تمہارے ساتھ رہوں گی۔ہم دونوں اکٹھے آئے ہیں تو جائیں گے بھی ساتھ۔اب مجھے جانے کا نہ کہنا۔ورنہ میں تمہیں ہمیشہ کے لیے چھوڑدوں گی۔اسکے بعد کیاہوا؟جانتے ہوماریہ واقعی میں چلی گئی اور محراب اسکو چاہ کر بھی روک نہ پائی۔

اچانک ہی باہر سے بہت سی آوازوں کے باعث یادوں کا تسلسل ٹوٹا اور محراب حال میں لوٹی۔آوازوں کو سن کر اس نے اپنے قدم باہر کی جانب بڑھائے۔

نور آپ محراب کو سمجھائیں کہ وہ اس کیس سی پیچھے ہٹ جائے۔ورنہ بعد میں مجھ سے کوئ شکایت مے کیجئے گا کہ میں نے وارن نہیں کیا۔

بابا آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں؟آواز میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔

میں نے کچھ غلط نہیں کہا۔تم بھی جانتی ہو کہ الیکشن قریب ہیں اور اگر تم نے ایسی کوئ بھی حرکت کی تو میری ریپوٹیشن خراب ہو سکتی ہے۔اس لیے ابھی بہتر ہے کہ خاموش رہو۔

بلکل اپکو اس دنیاوی مرتبہ کی بہت فکر ہے لیکن آپ کسی کی بیٹی کو انصاف نہیں دلا سکتے!

آواز شدت غم سے رندھ گئ تھی۔لیکن اگر وہ اب خاموش ہو جاتی تو پھر وہ کبھی نہ بول پاتی۔

زیمل تم اس دفعہ کیوں نہیں جا رہی اپنے دوستوں کے ساتھ؟ہاشم صاحب نے اپنی دونوں مٹھیاں اپنی تھوڑی پر رکھ کر پوچھا۔بابا اس دفعہ میرا دل نہیں کر رہا۔اور میں ہر دفعہ تو جاتی

ہوں اگر ایک دفعہ نہیں جاؤں گی تو کیا ہو جائے گا؟پر پھر بھی کوئی خاص وجہ بھی تو ہوتی ہے۔
اب کی بار انہوں نے ذرہ سخت لہجے میں استفسار کیا۔وہ اس دفعہ میں اور محراب اور نمل اکٹھے
جائیں گے۔ کشمیر والی سائیڈ وزٹ کر کے آئیں گے۔اپنے لمبے بالوں کو کان کے پیچھے ارستے
ہوئے کہا۔ہاشم صاحب اب کچھ نہیں کر سکتے تھے کیونکہ زیمل اب کسی کی بھی نہ سنتی۔اس
لیے خاموشی سے کھانا کھانے لگ گیے۔

تقریباًرات کے دس بجے زیمل اپنے روم میں لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کر رہی تھی کہ اچانک
ہی اسکی نظر اپنے کمرے میں موجود وال کلاک پر گی اُور پھر وہ چاہ کر بھی خود کو ماضی میں
جانے سے نہ روک سکی۔

انیس سال قبل

لائٹ پنک کلر کا فراک پہن کر ایک بچی بھاگتی ہوئی سیڑھیوں سے نیچے بھاگ رہی تھی۔اور اسکے پیچھے ایک ملازمہ اسکو پکڑ رہی تھی۔بھاگتے بھاگتے زیمل چند لمحے اپنا سانس بحال کرنے کے لیے رکی اور ملازمہ نے فوراً سے اسے پکڑ لیا۔پکڑ لیا میں نے۔ملازمہ کی پر جوش سی آواز گونجی۔نہیں آپا آپ نے چیٹنگ کی ہے۔زیمل نے اپنے پھولے ہوئے سانس اور موٹی لال گالوں کے ساتھ زرا خفگی سے کہا۔نہیں میں نے کوئی چیٹنگ نہیں کی۔اور یہ کہہ کر ملازمہ نے اسکی دونوں پونیوں کو زرا سا کھینچا۔

ابھی وہ دونوں آپس میں مگن تھے کہ اچانک ہی میں گیٹ سے ایک کالے رنگ کی گاڑی اندر آئی۔اور اس گاڑی میں سے ایک درمیانے عمر کی ایک عورت باہر نکلی۔بال زیادہ لمبے نہ تھے لیکن آدھی کمر سے نیچے تک آتے تھے اور انکو پونی میں مقید کیا گیا تھا۔اور آسمانی دنگ کی شلوار قمیض میں اسکا گندمی رنگ واضح ہو رہا تھا۔

تم نے اپنا کام کر لیا؟سونیا۔

"جی بی بی جی۔"بس اتنا ہی کہا گیا۔

تو پھر اپنے گھر جاؤ یہاں کیا کر رہی؟

Clubb of Quality Content

"جی بہتر"۔یہ کہہ کر وہ چلی گئی اور رابیل نے بھی گھر کا رخ کیا۔لیکن چار سالہ زیمل کو یکدم ہی بہت تکلیف ہوئی تھی مگر ابھی وہ یہ جاننے سے قاصر تھی اس لیے اپنے کمرے میں چلی گئی

۔

اچانک ہی دروازے پر دستک ہوئی اور زیمل ماضی سے حال میں لوٹی۔اور بے اختیار ہی اسکے ہاتھ اپنے چہرے پر گیے جو کہ ابھی آنسوؤں سے تر تھا۔اسکو بہت حیرانی ہوئی کہ کیا ابھی بھی وہ ایک سیراب پر اپنے آنسو بہار ہی ہے۔پر شاید اس بات کا جواب دینا اسکے دل اور دماغ دونوں کے ہی قابل نہیں تھا۔اس نے اپنی سوچ کو خود ہی جھٹکا اور اپنے آستین سے اپنے آنسو صاف کیے اور اس دوران دروازے پر پھر سے دستک ہوئی تو اس نے دروازے کھولا۔سامنے نمل اور محراب کو دیکھ کر اسکو سوو الٹ کا جھٹکا لگا۔

وہ دونوں جو ہاشم اور حلیمہ کے کہنے پر اس سے بات کرنے آئیں تھیں اسی آنکھوں میں نمی دیکھ کر ٹھٹھکی۔

تم رو رہی ہو؟سوال محراب کی جانب سے تھا لیکن جواب کی منتظر نمل بھی تھی۔

نہیں نہیں! میں رو نہیں رہی بس آنکھ میں کچھ چلا گیا تھا اس وجہ سے۔ لیکن تم لوگ یہاں کیا کر رہی؟

نہیں وہ ہمیں انکل اور آنٹی نے بتایا ہے کہ تم ہمیں اپنے ساتھ کشمیر لے کر جانا چاہتی ہو اور وہ بھی کل تو ہم نے سوچا کہ کیوں نہ ہم خود ہی پوچھ لیں آیا کہ کیا یہ سچ ہے یا جھوٹ؟ کیوں صحیح کہا نہ۔ یہ جواب نمل کی جانب سے تھا۔

بالکل بجا فرمایا آپ نے۔ اب کے بار شوخی سے بھرپور جواب زیمل کی جانب سے تھا۔

تو تم جھوٹ نہیں بول رہی؟ خوشگوار حیرت سے پوچھا۔

ویل ابھی تک تو نہیں لیکن اگر تم نہیں جانا چاہتی تو کوئی مسلہ نہیں ہے۔ گرے آنکھوں میں واضح شیطانی تھی لیکن لہجہ سنجیدہ تھا۔

نہیں نہیں وی آر ریڈی۔ کیوں محراب؟؟

اگر تم لوگوں نے اس طرح کی فضول باتیں کرنی ہے تو میں تم لوگوں کو صبح جوائن کروں گی اور اب مجھے سونے دو۔ یہ کہہ کر وہ زیمل کے بستر پر چلی گئ۔

تمہیں اسکے علاوہ اور کچھ نہیں آتا۔ایک بار پھر سے بولنے والی نمل تھی۔ہاں یار اسکو چھوڑو اور مجھے بتاؤ کہ کب جانا ہے؟ہری آنکھوں میں تجسس لیے وہ پوچھ رہی تھی۔

اس ہفتے کو جائیں گے کیونکہ بعد میں جاب پر بھی جانا ہے۔ہاں چلو ٹھیک ہے۔اب پھر میں بھی سونے لگی ہوں۔خداحافظ !یہ کہہ کر وہ بھی زیمل کے بستر پر بسیرا کر گئی تھی۔

اوہ ہیلو !اپنے اپنے کمروں میں جاؤ۔زیمل نے دانت پیس کر بولا۔

ان یور ڈریمز برو۔اب کی بار محراب اور نمل نے مل کر جواب دیا تھا اور پھر وہ دونوں لیٹ گئیں۔زیمل کو بھی پھر چاروناچار وہیں پر آپ ی جگہ سنبھالنی پڑی۔

Clubb of Quality Content

اتنی رات کو تم کہاں سے آرہے ہو؟لیپ ٹاپ پر کام کرتے ہوئے شہباز صاحب نے پوچھا۔ جو کہ عمر میں تقریباً پینتالیس سال کے لگ بھگ تھے۔

آپ کو اس سے کیا؟ ویسے بھی میرے کریر کو خراب کرتے ہوئے آپ کو کوئی خیال نہیں آیا تھا۔ تو اب اس طرح بلاوجہ ہمدردی نہ دکھائیں۔ یہ شخص لفظوں کے معاملے میں انتہا کا ظالم بن چکا تھا۔

میں نے کچھ بھی جان بوجھ کے نہیں کیا تھا۔ اور کیا تم اس بات کو بھول سکتے ہو؟ لہجے میں امید تھی۔

کہا آپ بھول سکتے ہیں کہ آپ کے سامنے ماریہ کا قتل ہوا تھا۔ یا پھر یہ بھول سکتے ہیں کہ اسکو انصاف صرف آپ کی وجہ سے نہیں ملا؟ مقابل نے اتنے سخت الفاظ انتہائی آسانی سے کہہ دیے تھے جبکہ سامنے اس کے والد کو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے انکا دل اپنی مٹھی میں لے لیا ہو۔

میں بھول چکا ہوں یہ سب۔ انتہائی کھوکھلی آواز میں کہا گیا۔

اوہ ریلی! لہجہ تمسخرانہ تھا۔ اب کی بار کالی آنکھوں میں وحشت جاگی تھی۔ کیسے کوئی ماریہ کے ساتھ حادثہ بھول سکتا ہے جبکہ وہ واقعہ آج تک اسکے دل میں نقب لگا کر بیٹھا ہوا تھا۔

آپ آج تک روزانہ اسکی قبر پر جاتے ہیں اور ہر روز جا کر رو کر کہتے ہیں کہ آپ شرمندہ ہے اس سے کہ آپ اسکو انصاف نہیں دلا پائے۔آپ آج بھی اسکی قبر سے ہو کر آئے ہیں اور آپ کل پھر جائیں گے۔آپ اس واقعے کے بعد آج تک سکون سے سو نہیں پائے۔اور آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ بھول چکے ہیں۔واؤ!۔ضبط کہ وجہ سے صاف رنگت اور کالی آنکھوں میں سرخی ابھری تھی۔لیکن پھر اچانک ہی وہ صوفہ پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گیا۔جیسے کوئی بہت زیادہ تھکا ہوا انسان ہو۔

آپ کو پتا ہے ؟لہجے میں شکستگی تھی۔میں بھی آج تک اس واقعے کو بھول نہیں پایا ہوں۔آج بھی وہ خط میرے کانوں میں گونجتا ہے۔آج دو سالوں بعد بھی وہ الفاظ میرا پیچھا نہیں چھوڑ رہے۔رات کو جب میں سونے کے لیے لیٹتا ہوں نہ تو بار بار یہ الفاظ گونجتے ہیں

آج آپ سب کسی کی بیٹی کو انصاف دلانے میں ناکام رہے ہیں۔کل کو آپ چاہ کر بھی اپنی بہن اور بیٹی یا پھر اپنی ذات سی جڑی کسی لڑکی کو انصاف نہیں دلا پائیں گے۔اور نہ ہی حفاظت کر پائیں گے۔

Clubb of Quality Content

یہ کہتے ہوئے اسکا گلہ رندھ چکا تھا لیکن وہ آج کافی دنوں بعد اپنا غبار نکال رہا تھا۔ لیکن جتنا وہ اس واقعے کو یاد کرتا اسکو مزید تکلیف ہوتی۔

اور کچھ زخم ہوتے ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ بھرنے کی بجائے مزید گہرے ہو جاتے ہیں۔

آج ہفتے کا دن تھا اور آج ان تینوں نے کشمیر کے لیے نکلنا تھا۔ آج۔ معمول کے برعکس گھر میں صبح صبح ہی گہما گہمی تھی۔ آج ہاشم اور حلیمہ بھی جلد جاگ گئے تھے کیونکہ آج ان تینوں نے کشمیر جانا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ناشتے کے ٹیبل پر ہاشم صاحب انہیں ہدایات دے رہے تھے۔ اور وہ سب بظاہر تو بہی دیہان سے سن رہی تھیں لیکن وہ ان ہدایات پر بالکل بھی عمل کرنے والی نہیں تھیں۔

تو چلو اب آپ سب جاؤ ابھی جاؤ گے تو رات تک آسانی سے پہنچ جاؤ گے۔ اور پلیز ساری باتوں کا دیہان رکھنا۔

جی جی بالکل آپ بے فکر رہیں۔ ہم ساری باتوں کا خیال رکھیں گے۔ یہ کہہ کر وہ سب گاڑی کی طرف جانے لگیں اور ہاشم اور حلیمہ بھی انکے پیچھے تھے۔

گاڑی کا دروازے ہاشم صاحب نے کھولا اور وہ سب اندر بیٹھ گئیں لیکن زیمل نے جس نے بلیک کرتی اور نیچے کھلا پلازو پہنا ہوا تھا اور بالوں کو آج معمول کے برعکس ہلکے جوڑے میں باندھا ہوا تھا میں سے پہلے اپنی آنکھوں میں شرارت لیے بولی:

تھینک یو سر!

آلویز یور ڈز ہوزل میم! اسی کی طرح شرارت سے بھرپور آواز میں جواب دیا گیا۔ اور پھر اسکو گلے لگایا اور اللہ کی پناہ میں دے کر گاڑی میں بٹھایا۔ اور گاڑی اپنے سفر پر روانہ ہو گئ۔

آ حل کیس سولو کرنے کے لیے تم کہہ رہے تھے کہ کچھ اور ممبرز بھی آئیں گے۔ کب تک آنا ہے؟ تم جانتے ہو کہ پہلے ہی یہ کیس بہت لیٹ ہو چکا ہے۔ سفید رنگ کی شرٹ اور ساتھ

میں ٹراؤزر پہنے اور بال بے ترتیبی سے ماتھے پر بکھرے آلیار اپنی کالوں آنکھوں میں سنجید گی لیے پوچھ رہا تھا۔

یار جہاں تک مجھے علم ہے وہ اگلے ہفتے سے ہمیں جوائن کریں گے۔مقابل کا حلیہ بھی کچھ رف سا ہی تھا لیکن اسکی آنکھوں کا رنگ لایٹ براؤن تھا۔

آلیار اور آحل دونوں ہی بچپن کے دوست تھے۔اور آحل نے آلیار کو اس کی ماضی کی تلخ لمحات سے نکالنے میں اہم کام کیا تھا۔ان دونوں کو اپنی دوستی میں کسی تیسرے کی بالکل بھی ضرورت نہیں تھی۔یہی وجہ تھی کہ آلیار اگر کسی پر سب سے زیادہ بھروسہ کرتا تھا تو وہ آحل ہی تھا۔اور آحل بھی اپنے دوست پر جان چھڑکتا تھا۔آلیار کے تمام سرکل میں سوائے آحل کے کسی کو بھی ماریہ والا واقعی معلوم نہیں تھا۔

پورا دن سفر کرنے کے بعد تقریباً رات کے ڈھائی بجے وہ سب بھی کشمیر پہنچ چکے تھے۔اور تھکاوٹ سے سب کا ہی برا حال تھا۔اس لیے زیمل اور نمل تو فوراً ہی سونے کے لیے چلی گئیں لیکن ان میں ایک وجود ایسا بھی تھا جسے اپنی نیند سے زیادہ اپنے رب کی ناراضگی کی فکر تھی اس لیے اس نے تہجد کے لیے وضو بنایا اور نفل پڑھنے لگی۔کشمیر میں موسم زیادہ گرم نہیں تھا اس لیے وہ بغیر اے سی کے حجاب کر کے نماز ادا کرنے لگی۔نماز پڑھنے کے بعد جب اسنے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو نجانے کتنے ہی آنسو اس کے چہرے پر گرے۔

یا اللہ میں جانتی ہوں کہ میں بہت کمزور ہوں لیکن میں جانتی ہوں کہ جب تک آپ میرے ساتھ ہیں تو مجھے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ میں ہر حالت میں اپنے ایمان کی حفاظت کروں گی اور اپ حکم کی پیروی کروں گی اور ماریہ کے مجرم کو سزا دلواؤں گی۔لیکن میرے مالک دن بدن میں ہمت اور امید کھو رہی ہوں۔میرے مالک مجھے اپنا وعدہ پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔آمین !

Clubb of Quality Content

جب وہ جانماز سے اٹھی تو اسکا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور واپس جانے نماز رکھنے کے لیے کری تو اپنے سامنے زیمل کو پایا۔جو کہ اسکی دعا سن چکی تھی۔اسکے چہرے پر ابھی کوئی تاثر نہیں تھا۔

میرے خیال میں ہم دونوں بہت اچھے دوست تھے۔اور میں سوچتی تھی کہ ایک دن تم مجھے خود وہ سارا واقعہ بتادو گی۔خود بتاؤ گی کہ کس بات نے تمہیں اتنا خاموش کروادیا ہے اور ایسی کیا بات ہے جس کو سوچتے ہوئے تم تلخ ہو جاتی ہو۔یا جس کے لیے تم تہجد کی نماز بھی کبھی نہیں چھوڑتی۔اور پھر آنسو بھی بہاتی ہو۔مجھے لگتا تھا کہ تم خود بتاؤ گی لیکن میں غلط تھی کیونکہ تمہیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی تمہارے لیئے فکر مند ہے۔

جس انسان کو اپنوں سے ہی کم اعتمادی اور اپنے لیے بے فکری ملی ہو تو جب کوئی دوسرا اس کے لیے فکر مند ہو نہ تو اسے عجیب لگتا ہے۔لہجے میں تلخی واضح تھی۔

تم میرے ساتھ شیئر کر سکتی ہو۔لہجے میں اپنائیت تھی۔

Clubb of Quality Content

تمہیں پتا ہی زیمل انسان کے راز صرف تب تک ہی اسکے غلام رہتے جب تک وہ صرف اس تک محدود رہتے لیکن جب وہ راز کسی اور کو معلوم ہو جائیں تو وہ راز نہیں رہتے۔ بھوری آنکھوں میں ابھی صرف سنجیدگی تھی۔ میں یہ نہیں کہ رہی کہ مجھے تم پر اعتبار نہیں ہے بس میں ابھی اتنی مضبوط نہیں ہوں کہ اپنے ہی زخموں کو خود ادھیڑوں۔ یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئی۔

زیمل نے بھی مزید نہ پوچھا۔اور آہستگی سے خدا حافظ کہہ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

ناولز کلب

رات کے دوسرے پہر ایک شخص اپنے کمرے میں اندھیرے میں بیٹھا ہوا اسی اندھیرے کا حصہ معلوم ہوتا تھا۔اور وہ کسی سوچ میں غرق تھا۔اور ماضی کی فلم اس کی آنکھوں کے سامنے چل رہی تھی۔اور اسکی کالی آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی تھی۔

آلیار تم جب اپنی ٹریننگ سے واپس آؤ گے نہ تو میں نے تم سے ایک بات کرنی ہے مجھے پتا ہے کہ تم اب جلدی واپس آؤ گے۔ بھوری آنکھوں میں شرارت تھی اور لہجے میں امید۔

اور تمکو ایسا کیوں لگتا کہ میں تمہاری بات سننے کے لیے جلدی آؤں گا؟

لہجے میں شوخی تھی۔

کیونکہ میں تمہاری ایک عدد چھوٹی سی اور معصوم سی بہن ہوں نہ اور تمہاری کرائم پارٹنر بھی۔اور اگر تم نہیں آؤ گے تو میں۔بس بابا کو بتاؤں گی کہ

بس بس بس! پتاہے مجھے تم ایک نمبر کی بلیک میلر ہوانشاللہ آجاؤ گا لیکن کوئی ہنٹ تو دو۔

تمہیں پتاہے کہ بابا مجھے ماریہ کے ساتھ جانے نہیں دے رہے اب تم مناوانکو پلیززززز!

یار تم اکیلی کشمیر جانے کی بات کر رہی اور میں جانتاہوں تمہاری حرکتوں کو اس لیے میں نہیں کہوں گا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تم مجھے ابھی جانتے نہیں ہو اسلیے تم میری سائڈ نہیں لے رہے۔

میں تمہیں اچھے سے جانتاہوں تبھی تمہاری سائیڈ نہیں لے رہا۔

اب وہ دونوں بہن بھائی مزید اپنی چونجیں لڑا رہے تھے کی اچانک ہی فون کی گھنٹی بجی اور آلیار کی یادوں کا تسلسل ٹوٹا۔فون پر آحل کا پیغام تھا کہ وہ اسے اس لوکیشن پر ملے ابھی اسی وقت اور وہ جانتا تھا کہ کیا بات ہوگی اس لیے وہ بھی بناتا خیر کیے وہاں جانے کے لیے نکلا۔

حی علی الفلاح۔ حی علی الفلاح

فجر کے وقت ہر جگہ روح کو سکون پہنچانے والی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ایسی ہوا جو جیسے ہی انہیل کی جاتی تو انسان کا دل و دماغ تازہ ہو جاتا۔اور اسکو سکون اجاتا۔اسی لمحے زیمل کی بھی آنکھ کھلی اور اسکے کانوں میں بھی اذان کی آواز سنائی دی۔ جس میں۔کامیابی کی طرف بلایا جارہا تھا۔لیکن وہ تو شاید کافی سالوں سے اللہ سے ناراض تھی اور ہر بار اسی طرح اس پکار کو فراموش کر دیتی۔

Clubb of Quality Content!

بعض اوقات انسان پوری دنیا سے خفا ہوتا ہے اور اس کے پاس کوئ بھی نہیں ہوتا جس سے وہ اپنے دل کی بات کر سکے اور اس طرح وہ لوگوں کی وجہ سے اپنے رب سے بھی ناراض ہو جاتا ہے اور اسکو الزام دیتا ہے کہ آخر اس نے ایسی مخلوق کیوں بنائ جو کہ خود غرض ہے جبکہ وہ ہی نہیں جانتا کہ اللہ اپنے پسندیدہ بندوں پر ہی اس دنیا کو تنگ کرتا ہے تاکہ وہ اس کے قریب

ہو جائیں لیکن انسان اس بات کو نہیں سمجھ پاتا۔اور اپنے رب سے ناراض ہو جاتا ہے جو اسکو ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے۔

بے شک اللہ وہ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے۔

اسی وقت ایک اور انسان بھی اپنی نیند کو چھوڑ کر اور اپنے مسائل کے حل کے لیے اپنے رب کے حضور سجدہ میں تھا۔اور بار بار اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے کہ وہ اپنی دوست کو انصاف دلا سکے اور اپنا عہد پورا کر سکے۔سجدے سے اٹھ کر اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ابکی بار ان بھوری آنکھوں میں نمی کی جگہ امید اور سکون نے لے لی۔محراب جانتی تھی کہ

"بے شک دلوں کا سکون اللہ کے ذکر میں ہے۔

اس لیے اب وہ اپنے دل کی بات اللہ سے کر کے سکوں میں تھی۔اور دوسری طرف زیمل ابھی اس بات سے انجان تھی۔

تقریباً صبح کے نو بجے وہ سب ناشتے کے ٹیبل پر تھیں۔اور اپنا ناشتہ کر رہیں تھیں۔ان تینوں نے آج ایک جیسا لباس پہنا ہوا تھا۔رائل بلو کلر کا کرتہ اور بلیک پلازو۔زیمل نے اپنے بال ڈھیلی سی پونی میں باندھے تھے اور نمل نے اپنے بال کھولے ہوئے تھے جبکہ محراب نے ڈھیلا جوڑا کیا ہوا تھا۔اور وہ تینوں آج کے گھومنے کا پلین بنا رہی تھی۔

ہم سب سے پہلے شاپنگ پر جائیں گے اور پھر کھانا کھائیں گے اسکے بعد ہم جھولے لینے پارک میں جائیں گے۔نمل کی پر جوش آواز ان دونوں کے کانوں میں پڑی۔

تمہیں کھانے اور شاپنگ کے علاوہ کوئی اور کام نہیں ہے۔پتا تھا مجھے۔لیکن تم نے یہاں آکر بھی یہی کرنا تھا اس بیوقوفی کی امید نہیں تھی تم سے۔زیمل نے نقلی افسوس کرتے ہوئے کہا۔

یار تمہیں تو پتا ہے کہ اسکی زندگی کا مقصد صرف کھانا اور شاپنگ کرنا ہے۔لوگ جینے کے لیے کھاتے ہیں اور ایک یہ ہیں جو کھانے کے لیے جیتی ہیں۔اسکی بار حصہ ڈالنے والی اور نمل

کے کھانے پر چوٹ کرنے والی محراب تھی۔اس نے بھی سارے جملے مصنوعی افسوس سے کہے۔

جبکہ نمل اپنی سبز آنکھوں میں خفگی لیے ان دونوں کو گھور رہی تھی جو وہ دونوں نظرانداز کر رہے تھے۔

ہاں بھی انسان نہ ہمیشہ دوسروں کی خوشیوں سے جلتا ہی تو ہے۔اب تم دونوں کو ہی دیکھ لو میری خوش راس نہیں آرہی۔اس لیے بول رہے ہو۔جلتے رہتے ہو نہ مجھ سے اس لیے صحت بھی اتنی سی ہے۔عورت ہی عورت کی دشمن ہے آج پتہ لگ گیا مجھے کس طرح بول رہے ہو ۔توبہ ہے بھی!

بس بس !اپنی یہ گز لمبی زبان واپس رول کرو اور منہ میں واپس ڈالو۔دونوں نے یک زبان ہو کر کہا۔جبکہ ان دونوں کو سرے سے اگنور کر کے نمل آپ ے پسندیدہ مشغلہ میں مشغول تھی جو تھا نان سٹاپ فضول بولنا بقول اسکی دونوں دوستوں کے۔جب انہوں نے دیکھا کہ یہ میڈم خاموش نہیں ہو رہیں تو انہوں نے چار و ناچار اپنا ناشتہ چھوڑا اور اپنی جگہ سے اٹھیں۔
ان دونوں کو اکٹھا اٹھتے دیکھ نمل کو کچھ غلط ہونے کا ابھی صحیح سے احساس بھی نہیں ہوا تھا کہ

Clubb of Quality Content!

ان دونوں نے بنا اسکو سمجھنے کا موقع دیے اس کو گدگدی کرنا شروع کری۔اور اب شدت سے نمل کو اپنی لمبی زبان پر افسوس ہو رہا تھا۔پر اب کافی دیر ہو چکی تھی۔

دوپہر کے قریب بارہ بجے کشمیر کا موسم کافی خوشگوار تھا۔نہ زیادہ دھوپ تھی اور نہ ہی ٹھنڈک۔ہوا میں ہلکی ہلکی نمی تھی اور رات کی بارش کی وجہ سے ہر جگہ گیلی مٹی کی خوشبو تھی۔تینوں نے اتنے پیارے موسم کو دیکھ کر باہر جانے کا ارادہ کیا۔اور نمل کے بنائے گئے پلین کے مطابق وہ سب سے پہلے شاپنگ پر گیے۔لیکن زیمل کے کہنے پر انہوں نے شاپنگ مال سے نہیں بلکہ چھوٹے بازاروں سے کی۔کیونکہ وہ تینوں کشمیر کے لوگوں کا رہن سہن اور رسم و رواج دیکھنے آئے تھے اس لیے اس بات پر اکتفا کیا گیا۔زیمل نے اپنے لیے کشمیری فراکس لیں اور نمل نے کیپس جبکہ محراب نے کشمیری چادر لی۔انہوں نے شاپنگ کم کی تھی جبکہ وہاں کے خوبصورت مناظر کو کیمرے میں کیپچر زیادہ کیا تھا۔

شاپنگ کے بعد وہ سب کھانے کے لیے ریستوران گیے۔ ریستوران میں جس ٹیبل پر وہ بیٹھیں اس کے سامنے گلاس کی دیوار تھی۔ جس سے باہر کے خوبصورت مناظر نظر آرہے تھے۔ ریستوران کے سامنے جھیل تھی اور آس پاس بہت سے پتھر۔ وہ منظر صرف انہی لوگوں کے لیے خوبصورت تھا جن کو اللہ نے قدرت کو دیکھنے کی صلاحیت دی ہے۔ کھانا آرڈر کرنے کے بعد وہ تینوں باتوں میں مشغول ہو گئ۔ جب زیمل کی نظر اچانک ہی ریستوران میں موجود ایک عورت پر پڑی۔ عورت کی عمر تقریباً پینتالیس سال تھی۔ تیکھے نین نقوش وہی گندمی رنگت اور بالکل زیمل جیسی گرے آنکھیں۔ زیمل کی یادوں میں کبھی بھی اس عورت کی تصویر دھندلی نہیں تھی اس لیے وہ لاکھوں میں بھی اس کو پہچان سکتی تھی۔ آج بھی وہ بالکل اسی طرح انا پرست دکھ رہی تھی جس طرح انیس سال پہلے تھی۔ فرق صرف اتنا تھا کہ آج اسکے چہرے پر کچھ جھڑیاں تھیں جنکو چھپانے کے لیے میک اپ کا استعمال زیادہ کیا گیا تھا۔ بے اختیاری میں زیمل اس عورت کی طرف بڑھنے لگی تھی لیکن باقی دونوں کو دیکھ کر رک گی اور کچھ ہی دیر میں اسکا چہرہ مرجھا چکا تھا۔ کھانے کے بعد ابھی انہوں نے اور بھی گھومنے جانا تھا لیکن زیمل نے انکار کر دیا اور وہ سب خاموشی سے گھر چلے گئے۔ نمل نے اسکا بجھا ہوا چہرہ نوٹ کیا لیکن یہ سوچ کر اگنور کر دیا کہ شاید تھکاوٹ ہو لیکن محراب

اچانک سے اسکے اس رویے سے کافی پریشان ہو گئ تھی اس لیے اسنے زیمل سے بات کرنے کا ارادہ کیا۔

تقریباً رات کے گیارہ بجے آلیار بھی آحل کی بتائ ہوئی جگہ پر پہنچ چکا تھا۔اور آحل وہاں پر پہلے سے ہی موجود تھا۔یہ جگہ بہت ہی پرانی تھی اور اس بلڈنگ کی حالت کافی خستہ تھی اور اس بلڈنگ میں بہت عجیب قسم کی بدبو تھی۔لیکن آلیار اب آحل کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔جو کہ بلکل خاموش تھا۔کیا اب تم بتاؤ گے کہ یہاں ہر مجھے کیوں بلایا ہے؟آلیار کی اوازار سی آواز گونجی۔

تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں نے کیوں بلایا ہے؟اس وقت میں تمہیں ڈیٹ پر تو بلا نہیں سکتا۔

آحل نے آج تک آلیار کو سیدھی طرح جواب دیا تھا جو آج دے دیتا۔میں ہر بار کیوں بھول

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جانتا ہوں کہ تم جیسے بونگے انسان کے ساتھ کام کر رہا ہوں؟ لہجے میں واضح طنز تھا۔ جسکو مقابل نے بخوبی محسوس کیا لیکن آگے سے جوابی طنز نہ کیا۔

میں نے ابھی تمہیں کام کے لیے بلایا ہے جس وجہ سے میں۔ تمہارے اس طنز کا جواب بعد میں دوں گا۔ ابھی میری بات سنو۔ آحل نے سنجیدگی سے کہا۔

ہمم۔ سننے کے لیے ہی آیا ہوں۔ اب بولو۔

جو کیس ہم سولو کر رہے ہیں اس کے متعلق معلومات اس جگہ کے زریعے مل سکتی ہیں۔ جب تک باقی کے دو ممبرز ہمارے ساتھ مل کر یہ کیس سولو کرنے نہیں آجاتے۔ ہم کافی معلومات اکٹھی کر سکتے ہیں۔

Clubb of Quality Content

تم کیا کہنا چاہ رہے ہو یار صحیح سے بتاؤ۔ آلیار نے بھی مزاق کو سائیڈ پر رکھ کر جواب دیا۔

ابھی جس لڑکی کا قتل کیا گیا ہے اس کی ڈیڈ باڈی یہاں سے ملی ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ قاتل نے اسکو مارنے کے بعد یہاں پھینکا تھا۔ اور ابھی تک پولیس کو اس جگہ کا نہیں پتا۔ تو ہم یہاں کی تلاشی لیں گے اور مجھے پورا یقین ہے کہ ہمیں کچھ نہ کچھ مل جائے گا۔

تم یہ بات اتنے وثوق سے کیسے کہہ سکتے ہو؟ آلیار نے سوال کیا۔

پتہ نہیں مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ اس کیس کا اس جگہ سے تعلق ہے۔ کیونکہ صبح لاش اسی جگہ سے ملی ہے اور ابھی تک حیرت کی بات یہ ہے کہ اس جگہ پر ابھی تک پولیس نے کوئی کارروائی نہیں کی۔ جبکہ انکو اس جگہ کی فوری تلاشی لینے چاہیے تھی۔

تو تم یہ کہنا چاہ رہے ہو کہ اس کا میں پولیس بھی انوولو ہے۔

میں شیور نہیں ہوں لیکن کہہ سکتے ہیں۔

اوکے۔ اب ہم تلاشی لیں گے اسی وقت ہی۔

اسکے بعد وہ دونوں اس کھنڈر نما جگہ کی تلاشی لینے لگ گئے۔ اس بلڈنگ کی دیوار میں سیلاب کی بو بھی آرہی تھی۔ ساتھ ساتھ ہی اس جگہ سے ایک عجیب سی خون کی بو بھی آرہی تھی۔ یہ بلڈنگ دو فلورز پر مشتمل تھی۔ جب آلیار اوپر والے فلور کی تلاشی لے رہا تھا تو وہاں پر اسے ایک بریسلیٹ ملی جس پر خون کے دھبے تھے۔ لیکن وہ دھبے صرف ایک جگہ پر نہیں تھے بلکہ یہ دھبے ایک سیدھ میں تھے ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی نے زخمی انسان کو گھسیٹا ہو۔ آلیار اور آحل دونوں ہی ان خون کے دھبوں کے پیچھے چل دیے۔ یہ دھبے ایک کمرے کے باہر ختم ہو گئے تھے۔ ان دونوں نے دروازے کھولا چونکہ دروازے کی حالت بھی خستہ حال تھی اس لیے

وہ جلد ہی کھل گیا۔ لیکن اندر کمرے میں اندھیرا اور خون کی بہت گندی بدبو تھی۔ جسکی وجہ سے ان دونوں کو سانس لینے میں بہت دور ہو رہی تھی۔ لیکن آلیار کو کسی انہونی کا خدشہ تھا جس وجہ سے آلیار نے اپنے فون کی ٹارچ اون کی اور سامنے دو سے تین لڑکیوں کو مردہ حالت میں دیکھ کر ان دونوں کے چہرے کا رنگ فق ہوا۔

رات کے تقریباً بارہ بجے جب یہ تینوں اپنے میں چلی گئیں تو محراب نے زیمل سے بات کرنے کا سوچا اور وہ اس کے کمرے میں چلی گئ۔ زیمل اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھے لیٹی تھی اور اسکے لمبے بال اس کے چہرے پر جھول رہے تھے لیکن وہ ایک ناراض بچے کی طرح بس روئ جا رہی تھی۔ وہ بھی بے آواز۔ محراب اسکے قریب جا کر بیٹھ گئ اور اسکو ہر سکون کرنے کے لیے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔ زیمل نے جان کر کوئ بھی جواب نہیں دیا۔

جب پوری دنیا میں انسان خود کو اکیلا محسوس کرے تو اس کو اللہ کے حضور سجدہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ انسان کو ہیل کرتا ہے اور اسکو کبھی جج نہیں کرتا۔ جو آنسو تم اکیلے میں بہا رہی ہو انہیں اللہ کے حضور بہاؤ پھر وہ تمہیں اس کا جواب دے گا۔ محراب نے انتہائی نرمی سے کہا۔

لیکن میں اللہ سے ناراض ہوں۔ آگے سے معصومیت سے جواب آیا۔

کیوں ناراض ہو؟

کیونکہ اللہ کی مخلوق نے مجھے تکلیف دی ہے۔ آنسوؤں سے بھیگی ہوئی آواز آئی۔

تو اس میں اللہ سے کیوں ناراض ہو؟

اس نے ایسی مخلوق بنائی ہو جو دوسروں کو تکلیف دیتی ہے۔ اور اور ہی کہہ کر وہ بچوں کی طرح رو پڑی۔

اگر اللہ کی ایک مخلوق نے تمہیں تکلیف دی ہے تو اس نے اپنی باقی مخلوق کو بھی تو تمہارا خیال رکھنے کو کہا ہے۔

تمہیں پتا ہے محراب میں نہ بچپن میں اللہ تعالیٰ سے بہت سی دعائیں کرتی تھی لیکن۔۔ لیکن ایک بھی دعا قبول نہیں ہوئی۔ یہ کہہ کر وہ پھر سے رو دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہر دعا کی قبولیت کا ایک وقت ہوتا ہے گڑیا۔جب تمہاری دعا کی قبولیت کا وقت آئے گا تو وہ بھی قبول ہو جائے گی۔

ان قریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم حیرا ہو جاؤ گے۔یہ ایک آیت کا مفہوم ہے۔

بچپن سے صبر ہی کر رہی میں۔اب کی بار آواز آنسوؤں سے بھاری تھی۔

اللہ کسی بھی جان کو اسکی طاقت سے زیادہ نہیں آزماتا۔یہ بھی ایک آیت کا مفہوم ہے۔

میں کمزور نہیں ہونا چاہتی لیکن۔۔۔اب مجھے۔۔مجھے صبر نہیں آتا۔بولتے ہوئے وہ پھر سے رو دی۔آخر ایسی کیا بات ہے جو تمہیں اتنا رلاتی ہے۔اگر تم مجھ سے شیئر کرنا چاہو تو کر سکتی ہو۔

Clubb of Quality Content

تم مجھ پر ترس کھاؤ گی۔لہجے میں اچانک ہی بے اعتنائی آگئی۔

میں ترس نہیں کھاؤں گی اور نہ ہی ہمدردی کروں گی۔

اگر تم کرنا چاہو تو کر سکتی ہو اپنے دل کی بات۔

ایک لمبی خاموشی کے بعد زیمل کی آواز سنائی دی:

میں آٹھ ماہ کی تھی جب میرے مما بابا کی ڈائیوورس ہو گئی تھی۔اور چونکہ میں چھوٹی تھی تو مجھے میری مام کو دے دیا۔ پھر سے ایک خاموشی کا وقفہ آیا۔شاید زیمل ہمت اکٹھی کر رہی تھی جو کہ بار بار ٹوٹی جا رہی تھی۔ پھر میں ہر روز رات کو اپنی ماہ کی محبت کے لیے ترستی تھی۔ کیونکہ میری ماں مجھے کبھی بھی اپنے ساتھ نہیں سلاتی تھیں۔ایک چھوٹی سی آٹھ ماہ کی بچی کو ایک کونے میں ڈال دیا جاتا تھا بلکہ یوں کہو کہ پھینک دیا جاتا تھا۔لہجے میں طنز تھا اپنے لیے۔

خیر چھوٹے ہوتے سے ہی مجھ میں سے اکیلے ہو جانے کا خوف ختم ہو گیا کیونکہ میں ہمیشہ اکیلی ہوتی تھی۔

ایک دفعہ میں چھوٹی تھی تقریباً تین سال کی تو میں سیڑھیوں سے گر گئی اور،ایکی بار پھر سے ضبط ٹوٹا تھا اور وہ رو دی تھی۔ لیکن پھر خود ہی اپنے آنسو پیچھے دھکیلنے اور پھر سے بولنا شروع کیا گیا۔

سیڑھیوں سے گرنے کے بعد میں بے ہوش ہو گئی کیونکہ میرے سر پر آخری سیڑھی کی نوک لگی تھی۔اور تمہیں پتا ہے جب میں ہوش میں آئی تو انہوں نے۔۔انہوں نے مجھے اتنی

زور کا تھپڑ مارا۔مجھے پیار بھی نہیں کیا۔اور کہنے لگیں کہ میں ایکی بار پھر سے وہ رو دی۔ محراب نے خاموش نہیں کروایا۔ کیونکہ وہ چاہتی تھی کہ وہ اپنا غبار ایک ہی دفعہ نکال لے۔

کہ میں ہی منحوس ہوں اور میں ان کے لیے عزاب ہوں۔پتا ہے وہ مجھ سے اتنی نفرت کیوں کرتی تھی کیونکہ وہ کہتی تھیں کہ میں اس شخص کی اولاد ہوں جن سے وہ نفرت کرتی تھیں۔اور مجھے اس چیز کی سزا دیتی تھیں جو میں نے کبھی کی ہی نہیں۔

وہ ایک کالج میں لیکچرار تھی اور انکی تنخواہ بھی بہت اچھی تھی لیکن کبھی بھی انہوں نے مجھ پر اپنے پیسے خرچ نہیں کیے۔میں ہمیشہ سے اپنے کزن کے کپڑے پہنتی تھی۔اور وہ مجھے کھانے کو بھی نہیں دیتی تھیں۔جب انکو مجھ پر غصہ آتا تو میرا کھانا بند کر دیتی اور مجھے مارتی۔میں چپ رہتی کہ شاید مجھ سے کبھی پیار کریں گی لیکن۔۔

پھر جب میں بڑی ہوئی اور سکول میں داخل ہوئے تو وہاں پر سب بچے اپنے والدین کے ساتھ آتے تھے اور میں ہمیشہ اس چیز سے محروم رہی۔اب کی بار محراب کا بھی ضبط ٹوٹ رہا تھا لیکن وہ ابھی رونا نہیں چاہتی تھی۔

ایک دفعہ میں نے ان سے پوچھا کہ میرے بابا کہاں ہیں؟ کیونکہ مجھے بھی انکی کمی محسوس ہوتی تھی تو آگے سے کہنے لگیں کہ وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہیں کیونکہ وہ مجھ سے پیار نہیں کرتے تھے۔اور مجھے انکے بارے میں سب غلط باتیں بتائیں اور پھر ایک دن میں سکول سے آئی تو مجھے کورٹ لے گئی میں نے پوچھا تو انہوں نے کچھ نہیں بتایا۔اور کورٹ میں جا کر مجھے پتا چلا جس باپ پر میں روز فاتحہ پڑھتی تھی وہ مجھے لینے آئے ہیں۔

سٹرینج! ابھی بار لہجہ میں خود کے لیے حقارت تھی۔

اور یہی نہیں مجھے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ میری ماں نے مجھ سے بنا پوچھے میری کسٹڈی میرے باپ کو دے دی ہے۔اور جب میں نے اپنا سامان لینا تھا تو آگے سے کہتی ہیں کہ جلدی کرو باہر تمارا ویٹ ہو رہا ہے۔اور پھر اس طرح میں اپنے والد کے پاس آگئی۔اسلام آباد میرے لیے بہت ظالم ثابت ہوا۔

یہی نہیں جب میں ادھر آئی تو میرے اندر ہر چیز کی خواہش ختم ہو گئی۔یہاں پر۔جھے ہر چیز بہت زیادہ مقدار میں ملی لیکن کبھی بھی وہ پیار نہیں ملا جو میں چاہتی تھی۔مجھے میری سوتیلی ماما نے بہت پیار کیا لیکن میرے والد ابھی بھی اکثر مجھ سے غصے میں کہہ جاتے ہیں کہ تمہارے

Clubb of Quality Content

خون میں ہی بے وفائی ہے۔اب اس میں میرا کیا قصور ہے؟ میں نے نہیں کہا تھا کہ مجھے اس دنیا میں لائیں۔اور تمہیں پتا ہے آج جب میں ریستوران گئی تھی تب مجھے میری ماما ملیں لیکن انہیں نے مجھے نہیں دیکھا۔یہ کہہ کر اسکا ضبط مزید ٹوٹا اور اب وہ کھل کے تو دی کیونکہ اب اسکی اندر کا غبار نکل چکا تھا۔

بچپن کی ایک تلخ حقیقت انسان کے اندر خوش مزاجی ہر حاوی ہو جاتی ہے لیکن میرا تو پورا بچپن ہی تلخ تھا۔

محراب جو کب کی اپنے ہر ضبط کر کے بیٹھی تھی اب اسنے زیمل کو گلے لگایا اور اس کے ساتھ رودی۔ہماری زندگی میں بعض اوقات کچھ ایسے لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے جو ہمیں سن لیں اور ہمارے آنسو بھی صاف کریں اور آج محراب نے یہ کردار بھی بخوبی ادا کیا۔

زیمل تم نہ اللہ سے دوبارہ سے دوستی کرو اور پھر بس ایک دفعہ اس کے سامنے اپنا حال بیان کرو اس کے بعد تم کبھی لوگوں کے سامنے نہیں روگی۔کیونکہ جن آنکھوں کو سجدے میں رونے کی عادت ہوتی ہے وہ لوگوں کے سامنے نہیں روتی۔

Clubb of Quality Content

ہم اب میں کوشش کروں گی۔ اوکے اللہ حافظ ! اب سو جاؤ تم کافی دیر سے مجھے سن رہی تھی۔ آخر پر زیمل زخمی سا مسکرا دی۔

اللہ حافظ ! لیکن اب کچھ دیر میں فجر کا وقت ہو جائے گا پھر نماز ادا کر کے سو جاؤں گی۔ تم بھی پڑھ لینا۔

****

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گاڑی ایک خاموش جگہ پر روکی گئی۔ جہاں دن کے وقت بھی کوئی موجود نہ تھا۔ سردیاں آنے والی تھی اس وجہ سے موسم خوشگوار تھا۔ محراب اور آلیار گاڑی سے باہر نکلے اور کھلے آسمان کو دیکھنے لگ گئے۔ آلیار انتظار کر رہا تھا کہ محراب خود سے بولنا شروع کرے لیکن محراب ابھی تک خاموش تھی۔

"اب بتاؤ گی ساری بات" آلیار کی سنجیدہ آواز گونجی۔

کیا پوچھنا ہے؟ محراب نے پھر سے جانتے ہوئے بھی انجان بننے کی کوشش کی۔

تم گھر کیوں چھوڑ کے ائ؟ یا پھر میں یہ کہوں کہ کیوں ہمیں اذیت دی؟ تمہیں پتا ہے آج بھی تمہارا وہ خط میری جان نہیں چھوڑتا۔ آج بھی وہ الفاظ میرا سکون غارت کرتے ہیں۔ میں تمہارا بھائی تھا تم مجھ سے شیئر کر سکتی تھی لیکن تم نے جان بوجھ کر یہ سب کیا۔ آلیار ابکی باری پھٹ چکا تھا۔

میں نے کسی کو اذیت نہیں دی۔ محراب کی سرد آواز۔

تم جانتے بھی ہو کہ اذیت کسے کہتے ہیں؟ محراب کا لہجہ تمسخرانہ تھا۔

میں بتاتی ہوں۔ یہ کہنے کے بعد اس نے لمحے کا توقف کیا۔

Clubb of Quality Content

آلیار اب بھی خاموش تھا۔

جب آپ کی آنکھوں کے سامنے ایک انسان سڑک پر ایک وجود مردہ حالت میں ہو اور آپ کی موجودگی میں اس کے ساتھ یہ حادثہ آیا ہو اور آپ انجان ہو۔ آپ کے سامنے اس شخص کی لاش پڑی ہو جو آپکو خود سے بھی زیادہ عزیز ہو۔ اور لاش ایک عام حالت میں بھی نہ ہو بلکہ ایسی حالت میں ہو کہ دیکھنے کے بعد آپ کی روح تک کانپ جاے۔ اور اس کے بعد آپ اس وجود کے بے انصاف کا کہو تو آپ کے پاس رتبہ اور طاقت سب ہو لیکن آپ پھر بھی نہ

انصاف دلاؤ۔ آپ اپنا وعدہ پورا نہ کرنے کے ڈر سے پل پل سسکو لیکن آپ کے پاس کوئی بھی ایسا نہ ہو جو آپکو انصاف دلا سکے۔ کسی میں بھی ضمیر نہ ہو۔ اس حالت کو اذیت کہتے ہیں۔

اب کی بار محراب نے بھی کوئی لحاظ نہ کیا۔

آلیار تو اس کی بات سن کر ششدر رہ گیا کیونکہ وہ اس سب سے انجان تھا۔

ک۔۔ کیا کہہ رہی ہو؟ کس نے انصاف نہیں دلایا؟ کیسی لاش؟ کونسی بے دردی؟ مجھے سب بتاؤ محراب! میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ آلیار کی آواز رندھی ہوئی تھی۔

محراب پہلی پہل تو حیران ہوئی کہ اس کے باپ نے کبھی بھی نہیں بتایا آلیار کو؟ پھر اس نے آلیار کو ساری بات بتادی۔ اور آلیار اپنے گھر والوں کا رویہ

اور جھوٹ سن کر سکتے میں تھا۔

تمہیں نہیں پتا تھا اس سب کے بارے میں؟ محراب نے شاکی حالت میں پوچھا۔

مجھے ڈیڈ نے بتایا تھا کہ ماریہ ایک حادثاتی موت مری تھی اور تم اس وجہ سے ٹینس تھی تو تم نے گھر چھوڑ دیا۔ آلیار کی بات سن کر محراب بھی شاک تھی لیکن پھر کچھ نہ بولی لیکن اسکو اندر ہی تکلیف ہوئی۔

Clubb of Quality Content

محراب ماریہ کی ڈیڈ باڈی پر کس قسم کے زخم تھے؟ آلیار نے کسی خدشہ کے تحت پوچھا۔

محراب نے سب بتادیا کہ اس کی باڈی میں سے آرگن نکالے گئے تھے اور اس کے چہرے پر بھاری جوتوں کے نشان تھے۔اور بھی سب کچھ بتادیا۔ جبکہ آلیار تو بالکل خاموش ہوگیا۔اور خوش بھی ہوا کہ کہیں نہ کہیں اس کو اس کیس کا بھی سرملا تھا کیونکہ ماریہ اور ان تمام لڑکیوں کو ایک ہی طرح مارا گیا تھا اور آرگینز نکالنے کا مطلب صاف تھا کہ وہ ان کو بیچیں گے۔ آلیار نے موجودہ لڑکیوں کی بلاش کے اور قتل کا طریقہ بھی محراب کو بتادیا۔اور اب وہ اتنا جانتا تھا کہ اب تک اس شخص کو معلوم ہوچکا ہوگا کہ یہ کیس سولو دوبارہ ہورہا ہے تو اب وہ کوئی قرم ضرور اٹھائے گا۔اس نے محراب کو کہا کہ اب ان سب کو محتاط رہنا ہوگا۔اس کے بعد وہ دونوں ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔

Clubb of Quality Content

ویسے تمہاری دوست۔۔ کیا نام ہے ہاں ں زیمل بہت پیاری ہے۔آلیار نے محراب سے کہا۔

خبردار! دوست ہے وہ میری کوئی غلط حرکت کی تو.

کیا مطلب؟ میں نے کیا کیا آلیار کی بھرپور شرارتی آواز ائی۔ یار مجھے سمجھ نہیں آتا کہ جو لڑکی تھوڑی اچھی لگتی ہے وہ ہمیشہ اپنی بہن کی دوست کیوں ہوتی ہے؟ آلیار نے بہت سوچنے اور دکھی لہجے میں کہا۔

جبکہ محراب تو بالکل حیران تھی۔ آج سے پہلے کبھی بھی آلیار نے کسی لڑکی تعریف نہیں کی تھی۔

کیا مطلب؟ محراب نے کنفرمیشن چاہی۔

مطلب یہ کہ اس کیس کے بعد میں آپکی دوست کو پرپوز کروں گا۔ سمپل! یہ انسان آسانی سے کسی کے سر پر دھماکہ کر دیتا تھا۔

Clubb of Quality Content

آر ہو سیر یس؟ پھر سے کنفرمیشن چاہی۔

ڈیم سیر یس میم!

اوکے! لیکن میں تمہیں کچھ بتانا چاہوں گی زیمل کو لے کر۔ محراب کی آواز یکدم ہی سنجیدہ ہوئی۔

ڈونٹ ٹیل می کہ وہ انگیجڈ ہے! آلیار نے دکھی لہجے میں کہا

نہیں بات کچھ اور ہے۔ محراب نے سنجیدگی برقرار رکھی۔

ابکی بار آلیار محراب کے بولنے سے پہلے ہی بول پڑا۔اگر تم مجھے اسکے پیرنٹس یا بچپن کے بارے میں بتانا چاہتی ہو تو میں جانتا ہوں۔اور یہ ہوا ایک اور دھماکہ۔

تمہیں کیسے پتا؟ حیرانی پلس بے یقینی۔

یار سمپل سی بات ہے میں یونو آرمی کا بندہ ہوں تو میرے لیے کیا مشکل اس لڑکی کے حوالے سے انفو لینے کیلئے جو میری پسند ہے۔ایک اور دھماکہ وہ بھی آسانی سے۔

اینڈ بائی داوے میں نے شادی زیمل سے کرنی ہے ناکہ اس کی فیملی سے۔اور ویسے بھی یہ سب ہماری سوسائٹی کی بنائی ہوئی باتیں ہیں کہ ڈائوورسڈ پرنٹس کے بچوں کی شادی نہیں ہو سکتی۔ غلطی بچوں کہ نہیں ہوتی۔اس لیے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا ان سب سے۔

آلیار ویسے زیمل کا بردے آرہا ہے تو میرے خیال میں ہمیں کچھ اچھا سا پلین کرنا چاہیے کیونکہ وہ کبھی اپنا بردے نہیں مناتی۔

ہمم بات تو ٹھیک ہے۔کب ہے؟

اس سنڈے کو۔

اوکے پھر بردے پارٹی ارینج کرتے ہیں۔انتظام میں کوں گا باقی شاپنگ وغیرہ آحل کے ساتھ کرلینا تم سب کیونکہ ابھی احتیاط ضروری ہے۔

اور پھر اسی گپ شپ کے ساتھ دونوں گاڑی میں بیٹھے اور اپنی منزل پر روانہ ہوئے

آج ہفتہ تھا اور آج ہی ان سب نے شاپنگ پر جانا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یار میں نے نہیں جانا۔زیمل نے بے زار آواز میں کہا۔

کیوں ؟کیوں نہیں جانا؟نمل کو تو غصہ ہی آگیا۔آخر کو اس کے پسندیدہ مشغلہ کو کوئ بولے اور وہ خاموش رہے ایسے ہو سکتا ہے ؟(آووہوں)

نمل تم نہ شاپنگ کرتے ہوئے ہی پوری ہو جاؤ گی اور تمہیں پتا ہے تم نہ مرنے کے بعد بھی فرشتوں سے کہو گی کہ ایک منٹ حساب بعد میں لینا پہلے میں اپنی دوست کے خواب میں جا

کراسکوبتادوں کہ جب بھی شاپنگ پر جاؤ گی تو میرے حصے کی چیز لازماً لینا۔یا پھر یہ والا برانڈ اچھا ہے۔ محراب نے بھگو کے مارا تھا نمل کو۔

لیکن وہ نمل ہی کیا جو کسی بات کا اثر لے۔

ہاں تو تم بونگوں کو تھوڑی پتا ہے کہ کونسی چیز کس برانڈ کی اچھی ہے؟

آخر کو ہم نے اس میں پی ایچ ڈی نہیں کی۔تو ہمیں کیسے پتہ؟ محراب پھر سے بول پڑی۔

براؤن آئز تم کچھ زیادہ نہیں بول رہی؟ نمل نے منہ بنایا۔

ہاں میں نے سوچا کہ جس طرح تم ہمارا دماغ کھاتی ہو ہم بھی کھائیں۔

آؤ ہو خاموش ہو جاؤ! میں تیار ہو کر آرہی ہوں پھر چلتے ہیں۔آخر کار زیمل بھی مان گئ۔

ہاں ہاں ٹھیک ہے! دونوں ہی خوش ہو گئیں۔اور زیمل بھی تیار ہونے چلے گئ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ دیر بعد وہ تینوں آحل کا ویٹ کر رہی تھیں۔زیمل نے بلیک کرتہ اور پلازو کے ساتھ بال ہلکے جوڑے میں۔بند کیے ہوئے تھے۔ محراب نے اپنی آنکھوں کے ساتھ میچنگ کی ہوئی تھی مطلب کہ براؤن کرتہ پہنا ہوا تھا اور بال ہائی پونی میں بند تھے جبکہ نمل ہلکے آسمانی رنگ کی کرتے کے ساتھ فرنیچ چوٹی بنائی ہوئی تھی۔کچھ ہی دیر میں آحل کی گاڑی بھی آگئی۔احل کا حلیہ کافی رف تھا۔بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے اور وائٹ ٹریک سوٹ پہنا ہوا تھا۔

ہیلولیڈیز! دیری کے لیے معزرت۔لیکن اب چلتے ہیں۔

ہم۔اور پھر سب گاڑی میں بیٹھ گئے۔

ویسے آلیار نے آپ سب کو بتا ہی دیا ہوگا کہ زیادہ وقت نہیں لینا کیونکہ خطرہ ہو سکتا ہے۔

ایک دفعہ پھر سے آحل کی آواز آئی۔

جسکے جواب میں بس ان تینوں نے اس کو گھوڑا۔

کیا مطلب؟گھوڑ کیوں رہے ہو آپ سب؟

لڑکیوں کے ساتھ شاپنگ پر اکر کہہ رہے ہو کہ جلدی کرنا۔دماغ ٹھیک ہے؟ تمہیں پتا بھی ہے کہ ہر چیز پسند کرتے ہوئے کتنا وقت لگتا ہے؟ پھر اس کے ساتھ کی جیولری؟ نمل اور محراب کی غصے سے بھرپور آواز آئی۔

میں بتا رہا ہوں کہ میں دو گھنٹے سے زیادہ آپ سب کے ساتھ اپنا وقت برباد نہیں کروں گا! لہجے میں واضح معصومیت تھی۔لیکن یہاں ہر ترس کس کو آنا تھا؟

تو آپ نہ آنا ہمارے ساتھ ہم خود اجائیں گے۔ابکی بار زیمل کی بے پرواہ سی آواز آئی۔

یار کیا دو گھنٹے کم ہیں آپ سب کی شاپنگ کے لیے؟ آحل ابھی بھی حیران تھا۔

کم تو نہیں ہے۔محراب کی بات سن کر ابھی آحل کچھ کہتا ہی کہ نمل کی آواز آئی

بہت زیادہ کم ہیں! یہ سن کر تو بیچارے آحل کو تو صدمہ ہی لگ گیا۔اور کچھ نہ بولا۔اب اسکو اندازہ ہو رہا تھا کہ آلیار خود کیوں نہیں آیا؟اب اسکو اپنے آنے پر پچھتاوا ہو رہا تھا۔لیکن اب کیا کر سکتے تھے؟

شاپنگ مال میں جا کر وہ تینوں تو شاپنگ میں مگن ہو گئیں لیکن آحل کو تو اپنے آنے پر ہی پچھتاوا ہو رہا تھا اس لیے اس نے لگے ہاتھوں ہی آلیار کو کال کی۔اور پہلے ہی بیل پر فون اٹھا لیا گیا۔

ہیلو! آلیار کی مصروف آواز آئی۔

اوہ بھائی صاحب! ہیلو کو چھوڑو اور خاموشی سے شاپنگ مال پہنچو۔آحل نے مصنوعی غصے سے کہا۔

کیا مطلب؟ آلیار کو سمجھ میں نہ آئی کہ آحل کیا کہہ رہا ہے.

یار میں بتا رہا ہوں میں۔۔ے زیادہ دیر مال میں نہیں رکنا۔مجھے اپنے سو کام ہوتے ہیں میں نے وہ کرنے ہیں اور یہ کہہ رہی ہیں کہ انہیں کافی وقت چاہیے۔آحل اب تو رو دینے کو ہی تھا۔

تم انکو نمل کے ساتھ چھوڑ کر نہیں آؤ گے۔میں آتا ہوں پھر ہم دیکھتے ہی کیا کرنا ہے۔۔

تم آخر اتنا شیور کیسے ہو کہ نمل اس سب میں انوولو ہے؟ آحل نے پوچھا۔

جب ہم دونوں اس جگہ پر گیے تھے جہاں پر لڑکیوں کی لاش موجود تھی تو میں نے تب وہاں پر ایک انگوٹھی دیکھی تھی۔اور جب مجھے محراب اپنی پکس دکھا رہی تھی تو تب نمل نے بھی یہی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔میں نے جب محراب سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ یہ نمل کی فیورٹ تھی لیکن اب گم ہو گئی پتا نہیں کیسے۔

تو تم ایک انگوٹھی کی بنیاد پر اسپر شک کر رہے ہو؟آحل کو جیسے دکھ ہوا۔

Clubb of Quality Content

نہی پوری بات سنو گے؟

ہاں ہاں بولو۔

پھر میں اس شاپ پر گیا جہاں سے وہ انگوٹھی لی گئی تھی تو تب مجھے معلوم ہوا کہ یہ انگوٹھی نمل نے ہی خریدی۔اس کے بعد میں نے اس انگوٹھی پر موجود فنگر پرنٹس بھی چیک کیے تو میرا شک بالکل یقین میں بدل گیا کہ نمل اس سب میں انوولو ہے۔

تو تمہیں نمل کے فنگر پرنٹس کیسے ملے؟آحل اب دلچسپی سے سن رہا تھا۔

یہ کام میرے لیے مشکل نہیں تھا۔اب اسکو چھوڑو اور تمہیں معلوم ہے کہ کل کیا کرنا ہے؟

ہاں میں جانتا ہوں کہ کل بظاہر تو ہم زیمل کا بردے ہی منائیں گے لیکن کل صحیح معلوم ہو گا کہ نمل اس سب میں انوولو ہے یا نہیں۔کیونکہ نمل کو معلوم ہو چکا ہے کہ یہ کیس سولو ہو رہا ہے تو کل وہ کچھ ضرور کرے گی۔

بلکل۔اب میں ارہا ہوں۔

اوکے۔یہ کہہ کر فون کٹ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

....

کچھ دیر میں آلیاران سب کے ساتھ موجود تھا۔اور سب شاپنگ کر چکے تھے سوائے زیمل کے۔وہ بہت زیادہ جھنجھلاہٹ کا شکار تھی۔

اسکو کیا ہوا؟آلیار نے محراب سے پوچھا۔

میڈم کو کچھ بھی پسند نہیں آرہا۔

محراب اور نمل تم دونوں میری مدد کرو گے ؟زیمل کی جھنجھلاہٹ اور غصے والی آواز۔

ہاں بتاؤ۔کیا مدد چاہیے ؟نمل نے ہوچھا۔

دیوار چین کے پیچھے دیکھنا ہے کہ یاجوج ماجوج کی قوم موجود ہے؟زیمل کی بات پر آلیار کی ہنسی نکل آئی۔

سوری یار میں یہ نہیں پتا کر سکتی. نمل نے بھی معزرت کرلی۔

جبکہ زیمل کا دل کیا اپنا سر پھاڑ لے اور اس نے ان سب کی طرف دیکھا جو کہ زیمل کی حالت پر ہنسی ضبط کر رہے تھے۔

میں کیا لو؟مجھے تو یہ بھی نہیں پتا کہ کل کس چیز کی پارٹی ہے؟زیمل نے اب کہ اپنا ایک اور مسئلہ رکھا۔

تم نے صرف بلیک کلر کی پروم پہننا ہے باقی چاہے جو مرضی پہنے۔آلیار نے اسکی مشکل حل کی۔

میں آپکی بات کیوں مانوں گی؟سوال داغا گیا۔

کیونکہ پارٹی میں نے رکھی ہے.پر سکون جواب دیا گیا۔

پھر تو میں نہیں آرہی.اتنے ہی سکون سے اگلے کا سکون غارت کیا گیا۔

آلیار کو تو صدمہ ہی لگ گیا اس بات پر۔

یار کیا ہو گیا ہے۔دیکھو تم پر ویسے بھی بلیک کلر سوٹ کرتا ہے اس لیے تم بلیک ہی لے لو۔

محراب نے بات سنبھالنی چاہی اور وہ کامیاب بھی ہو گئے۔زیمل نے آلیار کی پسند کی ہوئی پروم لے لی اور ساتھ جیولری بھی۔اب وہ سب گاڑی میں بیٹھ کر گھر جانے کا سوچ رہے تھے جب زیمل کا ایک اور مسئلہ آیا۔

گاڑی میں ڈرائیو کروں گی۔زیمل نے گویا اعلان کیا۔

لائسنس ہے آپکے پاس؟آلیار نے تحمل سے پوچھا۔

نہیں! یک لفظی جواب۔

پھر گاڑی میں چپ کر کے بیٹھ جاؤ۔اب آلیار کی بس ہو رہی تھی کیونکہ کافی دیر سے زیمل اوٹ پٹانگ حرکتیں کر رہی تھی۔

تم مجھ پر غصہ کر رہے ہو؟زیمل نے معصومیت سموئے کہا۔

میں نے کب کیا؟آلیار بے یقین تھا۔

اب بحث بھی کر رہے ہو؟زیمل نے پھر سے ٹانگ کھینچی۔

میں نہیں بول رہا کچھ۔ آلیار نے ہتھیار ڈالے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اب اگنور کر رہے ہو؟

آلیار کو اپنی بات شروع کرنے پر غصہ آیا لیکن ضبط کر گیا یہ سوچ کر کوئی بات نہیں میں پسند کرتا ہوں۔

آلیار کی حالت دیکھ کر محراب آگے آئی۔

کیا ہوا؟

کچھ نہیں۔میں نے کہا کہ مجھے گاڑی ڈرائیو کرنے ہے۔لیکن یہ مان ہی نہی رہے! آخر پر زیمل نے معصومیت سے کہا۔

مجھے ہسپتال جانے کا شوق نہیں۔آلیار نے پھر غلطی کی۔

آپکی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ اگر لائسنس نہ ہو تو جیل جاتے ہیں ہسپتال نہیں۔وہ بھی مواقع کم ہی ہوتے ہیں۔اب کی بار نمل نے آلیار کی جنرل نالج میں اضافی کیا۔

آلیار کا دل کیا اپنا سر پھاڑ لے اس لیے اب وہ خاموش ہو گیا۔

اور اسکا مطلب تھا کہ کر لو اپنی مرضی۔

ویسے مسٹر آلیار! اگر ہم جیل میں چلے گئے نہ تو آپ ہمیں باہر نکال دینا۔ٹھیک ہے نہ۔ زیمل نے معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑے ہوئے کہا۔جبکہ آلیار تو اپنا نام زیمل کے منہ سے سن کر بہت خوش تھا۔

اوکے اب گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔آلیار نے ابھی بات پوری بھی نہ کی جب زیمل بول پڑی۔

ڈرائیو کرنے کے لیے۔ہنا؟

ہاں۔ بھلا آلیار زیمل کو منع کر سکتا تھا جو شخص کسی کی کوئی بات نہ سنتا ہو اور مشکل ہی جواب دیتا ہو۔ لیکن زیمل کے سامنے وہ اپنے اصول پیچھے رکھتا تھا کیونکہ زیمل نہ صرف آلیار کو پسند تھی بلکہ آلیار خود کو زیمل کے سامنے بے بس محسوس کرتا تھا۔ اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے جب زیمل نے آلیار کا انٹر ولیا تھا۔

اور پھر وہ سب گاڑی میں بیٹھ گئے اور گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

آج ہفتے کا دن تھا اور آج بہت سے رازوں سے پردہ اٹھنا تھا۔ بظاہر تو آلیار یہ کیس سولو کر چکا تھا لیکن ابھی بھی بہت کچھ تھا جو کہ وہ نہیں جانتا تھا۔

پورے دن کی تھکاوٹ کا بوجھ لے کر روشن دن اب ہلکے ہلکی اندھیرے میں کہیں چھپ گیا تھا۔اور زیمل اور باقی سب بھی اب تیار ہو کر پارٹی میں جانے لگے تھے۔

محراب نے سلور کلا کا فراک پہنا ہوا تھا اور لائٹ میک اپ کے ساتھ وہ کافی پیاری لگ رہی تھی۔ بال کھلے چھوڑے تھے۔وہ کافی پیاری لگ رہی تھی۔ان میں سب سے منفرد زیمل لگ رہی تھی۔ جس نے بلیک پروم کے ساتھ لائٹ میک اپ اور بالوں کو فرنیچ جوڑے میں باندھے ہوئے تھی۔اطراف سے کچھ لٹیں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔وہ حد سے زیادہ پیاری لگ رہی تھی۔آلیار اور آحل نے ڈنر سوٹ پہنا ہوا تھا۔آلیار کے سوٹ کا رنگ ایش گرے تھا اور آحل کا وائٹ۔بال آج سلیقے سے پیچھے کیے ہوئے تھے اور وہ دونوں بھی کافی خوبصورت لگ رہے تھے۔

جیسے ہی آلیار کی نظر زیمل پر گی تو پلٹنا ہی بھول گئ۔بے خودی کی عالم میں اس کے منہ سے ماشاءاللہ نکلا جو کہ آحل نے بخوبی سنا۔

بھائ نظروں کو قابو میں رکھو یہ نہ ہو کہ آپ کی نظریں کہی اور ہیں اور کام کہیں اور ہو جائے۔ اپنا فوکس لوس نہ کرو۔

Clubb of Quality Content

بقواس نہ کرو۔ پتا ہے مجھے۔ اور اب آحل اور آلیار باقی مہمانوں سے سلام دعا کر رہے تھے۔

کچھ ہی دیر میں کیک کٹ کا شور اٹھا اور اب زیمل کو کافی حیرانی ہوئی کہ اسکی بردے سیلیبریٹ کرنے کے لیے سب نے اتنی محنت کی۔ یہ سوچ کر اسکو بہت خوشی ہوئی۔

(بعض اوقات یہ خیال بہت سکون دیتا ہے ہے کہ آپ کسی کے لیے ضروری ہو اور یہی سکون اس وقت زیمل کو محسوس ہوا۔)

کیک کٹ کرنے کے بعد سب مختلف تصاویر لے رہے تھے۔ لیکن ان سب میں ایک تھا جو مسنگ تھا۔ وہ سبز آنکھوں والی لڑکی ان سب میں نہیں تھی۔ نمل نے کسی کام کی وجہ سی معزرت کرلی۔ اس وجہ سے وہ نہیں آئی۔ محراب کسی کام کی وجہ سے اوپر گئ۔

(پارٹی کا انتظام ایک ہال میں کیا گیا تھا جس میں زیمل کی فیملی اور کچھ قریبی اور آلیار کے دوست تھے۔ آلیار کے والد ابھی راستے میں تھے۔ مہمان زیادہ نہیں تھے۔)

جیسے ہی محراب اوپر کے فلور پر گئ تو اس کے کان میں نمل کی آواز گونجی۔

"جی آج پارٹی تھی اور میں نہیں گئ۔ میں ادھر موقع ملتے ہی ان میں سے کسی ایک کو مار دوں گی اور پھر چلی جاؤں گی۔ آپ فکر نہ کریں۔

یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ فون پر بات کر رہی ہے۔

محراب نے ڈرتے دل کے ساتھ اپنے قدم اس جانب بڑھائے۔اور جیسے ہی دروازہ کھولا تو اس سبز آنکھوں والی لڑکی نے محراب پر وار کیا اور اس کو نیچے گرا دیا۔ محراب اس سب کے لیے تیار نہ تھی تو فوراً اس حملے کی ضد میں اگئ۔لیک۔اپنے اوپر نمل کو دیکھ کر اس کی آنکھیں بے یقینی سے پھیل گئیں۔

نہیں۔ایسا نہیں ہو سکتا تم مجھے مار نہیں سکتی! محراب ابھی بھی بے یقین تھی۔

میں تمہیں مارنا نہیں چاہتی لیکن میں خود بھی مرنا بھی نہیں چاہتی۔ نمل کا کہنا بہت کچھ باور کروا رہا تھا۔

Clubb of Quality Content!

کک۔۔کیا مطلب ؟ محراب اب بے یقینی کی کیفیت سے باہر اچکی تھی۔اور اب وہ خود کو بچانے کے لیے سب سوال کر رہی تھی۔

مطلب کہ اگر میں نے تمہیں نہ مارا تو مجھے مار دیا جائے گا جو کہ میں نکی چاہتی۔ نمل نے انتہائی سفاک لہجے میں کہا۔اس کے لہجہ کہیں کچھ ایسا تو تھا کہ محراب بھی ڈر گئ۔

چلواب تم مرنے تو لگی ہو تو تمہیں ایک بات بتاتی ہوں۔ابھی بار نمل کے لہجے میں اشتیاق تھا

۔

تمہیں یاد تو ہو گا ماریہ کی موت؟بھلا تم کیسے بھول سکتی ہو؟میں بھی عجیب سوال کر رہی ہوں ۔تمہیں پتا ہے کہ اس رات اگر ایک لڑکی جان گئی تھی تو اسی رات ایک اور لڑکی کا تماشا بنایا گیا تھا۔اسی رات ایک اور لڑکی کا ضمیر مارا گیا۔اسکو اتنا بے بس کیا گیا کہ آج وہ لڑکی اپنی دوست کی جان لے سکتی ہے۔لہجے سے لگتا تھا کہ نمل اپنے ہواس میں نہیں ہے۔

کیا ہوا تھا اس رات؟محراب نے دل سنبھالتے ہوئے پوچھا۔ایک عجیب سا خوف محسوس ہوا اس وقت اسے نمل سے۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

تمہیں پتا ہے جس رات ماریہ کو مارا گیا تھا۔اس رات میں بھی وہیں پر تھی۔میں اور ماریہ دونوں ہی کسی لڑکی کی چیخ سن کر اس جانب گئیں۔اور وہ سارا منظر میں نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا۔اور یہ سب دیکھتے ہوئے چیخ میں نے ماری تھی لیکن ماریہ اس کی ضد میں آ گئی۔اور انہوں نے میری آنکھوں کے سامنے اسکو بے دردی سے مارا اور میں بھاگ کر کسی کو مدد کے لیے بلانا چاہتی تھی لیکن میری بدقسمتی کہ ان میں سے ایک شخص کو پتا لگ گیا کہ میں بھی

وہیں ہوں اور اس نے مجھے بھی پکڑ لیا اور میں نے بہت منتیں کیں کہ مجھے جانے دو میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گی لیکن پتا ہے کیا ہوا؟ انہوں نہ اگرچہ مجھے نہیں مارا لیکن انہوں نے مجھ سے میرا ضمیر چھین لیا۔ انہوں نے مجھے اس شرط پر چھوڑ دیا کہ اب میں انکے ساتھ کام کروں گی۔ انہوں نے تمہیں بھی دیکھ لیا تھا اس لیے اس دن سے ہی مجھے یہ کہا گیا کہ میں تمہیں مار دوں لیکن میں نہیں کرتی تھی کیونکہ تم نے یہ کیس سولو نہیں کیا تو مجھے لگا کہ تم پیچھے ہو گئی ہو۔

تمہیں پتا ہے کہ یہ کیوں کہا گیا ہے کہ جس سے نیکی کرو اس کے شر سے بچو؟ نمل ہر بات ٹرانس کی کیفیت میں کہی جا رہی تھی۔

اس سوال پر محراب بھی حیران ہوئی، کیونکہ کبھی اس نے اس قول کو سوال لے کر نہیں سوچا تھا۔

میں بتاتی ہوں۔ نمل پھر سے بول پڑی۔

جب آپ کسی کی مدد کرتے ہو تو آپ نہیں جانتے کہ اگلا انسان کن حالات سے گزر کر آپ کے پاس مدد لینے کو آیا ہے۔ آپ نہیں جانتے کہ یہ کتنے ٹراماٹک چیزوں سی گزرا ہو گا۔ آپ اس مدد تو کر دیتے ہو لیکن وہ انسان کبھی بھی دوبارہ اس ٹراما سے نہیں گزرنا چاہتا اس لیے اگر

کبھی اسکو خطرہ محسوس ہو اسی یا کسی اور شخص سے کہ وہ واپس اسی ٹرامہ میں جا سکتا ہے تو وہ اپنی حفاظت کے لیے اس کو مار دیتا ہے۔اس لیے کہا گیا ہے یہ۔اور تمہیں پتا ہے کہ میں نے موت کو اتنے قریب سے دیکھا ہے کہ میں دوبارہ سے وہ ٹراما نہیں برداشت کر پاؤ گی اس لیے مجھے تم سے خطرہ ہے کہ تمہاری وجہ سے میں موت کو نہیں دیکھنا چاہتی۔اس لیے میں تمہیں ماردوں گی۔آخری الفاظ انتہائی سفاک لہجے میں کہے گئے۔

تمہیں کیا لگتا ہے کہ تمہاری کوئی غلطی نہیں؟انہوں نے تمہیں ہی کیوں چنا کہ تم انکے ساتھ کام کرو؟وہ تمہیں مار بھی تو سکتے تھے؟لیکن انہوں نے کیوں نہیں مارا؟اس کا جواب ہے تمہارے پاس؟یا کبھی تم نے اس زاویے سے سوچا ہے؟اب کی بار نمل بالکل ساکت کھڑی تھی۔اس کو ایسا محسوس ہوا کہ اسپر کسی نے ٹھنڈا پانی اس پر پھینک دیا ہو؟محراب جو آئنہ اسکو دکھانا چاہ رہی تھی نمل اس حقیقت سے منہ موڑ رہی تھی۔

میں بتاتی ہوں تمہیں،کیونکہ وہ تمہیں دیکھ کر جان گئے تھے کہ تم اپنے اندر کتنا شر لیے بیٹھی ہو۔وہ جان گئے تھے کہ تمہیں اگر کبھی موقع ملا اچھائی پر برائی کو چننے کا تو تم چن لو گی۔

کیونکہ تم نے ہی انکو بتایا کہ تم میں کتنا شر ہے۔پتا ہے کیسے؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ کہہ کر تم کسی کو کچھ نہیں بتاؤ گی! تم نے اپنی جان بچانے کے لئے غلط راستہ اختیار کیا۔

انہوں نے تمہارا ضمیر نہیں مارا تمہارے اندر کے شر نے تمہارا ضمیر مارا۔

کافی دیر ہو گئی ہے اب تک محراب نہیں آئی؟ میں دیکھتا ہوں جا کر۔ آلیار مہمانوں میں سے نکل کر باقی سب کی طرف آیا. محراب کدھر ہے؟ آلیار بہت بے چین تھا۔

پتا نہیں۔اوپر گئی تھی۔ آحل نے کہا۔

کیا ہوا خیریت؟ اب کی بار سوال پوچھنے والے آلیار کے والد تھے۔

محراب۔۔ محراب نہیں مل رہی۔ آلیار کی بے چین آواز آئی۔

کچھ نہیں ہوا وہ یہیں پر ہو گی۔ چلو اوپر دیکھتے ہیں۔

یہ کہہ کر وہ سب اوپر کی جانب چلے گئے۔

چپ! بالکل چپ! میں کہہ رہی ہوں میں گولی چلا دوں گی! اگر تم کچھ بھی بولی تو! نمل اب مزید برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

Clubb of Quality Content

چلاؤ گولی! رک کیوں گئی؟ گولی چلاؤ! محراب نمل کے اعصاب کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ ابھی نمل اپنے ہوا اس میں نہیں ہے وہ اسکا دماغ مینوپلیٹ کر سکتی ہے اور وہ ابھی یہی کر رہی تھی۔

محراب میں نے کہا خاموش ہو جاؤ! پلیز خاموش ہو جاؤ! نمل کے اعصاب اب کہ تھک رہے تھے وہ اپنے دل اور دماغ کی جنگ لڑ رہی تھی۔ آہ کاش کہ محراب اسکی دوست نہ ہوتی! نمل کا دل ابھی یہی سوچ رہا تھا۔ اور دماغ کہہ رہا تھا مار دو اور پھر ہمیشہ کے لیے بھاگ جانا! کبھی واپس نہ آنے کے لیے۔ دل کہہ رہا تھا کہ نمل وہ تمہاری دوست ہے! تمہیں زندگی نے صرف ایک چیز اچھی دی ہے ایک ہی نعمت اور وہ ہے۔۔ وہ ہے دوست! کیا مار دو گی اسے بھی؟ نمل دل کی نہ سنو اگر سنو گی تو مر جاو گی!

Clubb of Quality Content

تم اپنے لیے کسی بھی موقع پر برائی کو چن سکتی ہو! محراب کی بات یاد آئی۔

میں میں۔۔۔ می۔ میں برائی کو نہیں چنوں گی! نمل نے بالآخر اپنے اندر کے شور سے بچنے کیلیے چیخ ماری! اہھھھ۔

اتنی دیر میں باقی سب بھی ادھر پہنچ گئے۔اور نمل کے ہاتھ میں پستول دیکھ کر وہ سب ساکت ہو گئے۔سب سے پہلے ہوش آلیار اور شہباز صاحب کو آیا۔

نمل میں کہہ رہا ہوں بندوق نیچے کرو! شہباز صاحب دھاڑے تھے۔

اور انکی بات پر ہر کسی کو شاک لگا تھا۔اور نمل تو بے یقین ہو کر ان کو دیکھ رہی تھی۔

واہ واہ! شہباز صاحب آپ کی اپنی بیٹی کی بات ائے تو آپ کس طرح مجھ پر دھاڑ رہے ہیں! جوابا نمل بھی غرائی۔

اور جب مجھ پر اور میری عزت پر بات آئی تو تب آپ نے کیوں کبھی نہیں کہا؟ ماریہ کو اور مجھے آپکے ہی لوگوں نے مارا تھا! اسکو آسان موت دی تو مجھے مشکل کیوں؟

شہباز صاحب تو بالکل خاموش تھے آج انکے پاس کوئی جواب نہ تھا.آج بات انکی اپنی بیٹی پر آئی تھی تو وہ گر گرا رہے تھے۔

نمل تمہیں خدا کا واسطہ ہے گن نیچے کر لو! ابکی بار شہباز صاحب کی آواز لڑکھڑائی تھی۔

آپ نے ہی کہا تھا کہ میں بے رحم ہوں! تو اب مجھ سے رحم کی توقع نہ کریں! نمل اب بھی باز نہ آئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آج آپ ان سب لڑکیوں کا حساب دیں گے جن کو آپنے قتل کروایا اور انکے آرگن بیچے۔آج آپ کے لیے احتساب کا دن ہے !اور پھر شہباز صاحب نے اپنا ہر جرم قبول کیا اور بتایا کہ وہ ماریہ کو مارنا نہیں چاہتے تھے لیکن اس نے انکے لوگوں کو یہ کام کرتے دیکھ لیا تھا جس وجہ سے اسکو مروا دیا آر کس طرح انہوں نے نمل کی معصومیت روندھی اور اسی وجہ سی انہوں نے کبھی ماریہ کو انصاف نہ دلوایا۔ہاں آج وہ اپنے تمام جرائم کا اعتراف کر رہے تھے اور اعتراف کا لمحہ قیامت سا ہوتا ہے۔لیکن

انکا یہ اعتراف دو نفوس پر تیر کی مانند تھا۔خود کو سنبھالنے کے بعد اب آلیار نے اپنی گن نکالی ۔لیکن اس کے شوٹ کرنے سے پہلے ایک گولی چلی اور۔۔دیکھتے ہی دیکھتے وہ سبز آنکھوں والی لڑکی زمیں ہر گرڑی۔یہ سب بہت سکون موشن میں ہوا تھا۔لیکن ہاں اب اسکو گولی لگ چکی تھی۔اور گولی چلانے والا کوئی اور نہیں بلکہ وہ خود تھی۔محراب اور زیمل بالکل جامد تھے۔دیکھتے ہی دیکھتے میڈیا اور آرمی کی گاڑیاں بھی باہر اگئیں اور یہ خبر پھیل گی کہ ملک بھر سے لڑکیوں کو اغواء کر کے انکے آرگنز نکال کر بیچنے والا کوئی اور نہیں بلکہ مشہور و معروف سیاستدان اور بزنس مین شہباز ملک ہیں اور انکو اریسٹ کر لیا گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میڈیا اور آرمی کو احل نے بلایا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ آلیار اب غصے میں کوئی غلط قدم اٹھا سکتا تھا۔

ہاں آج ماریہ کو انصاف ملا تھا لیکن اس انصاف نے بہت سے لوگوں کو گہرے زخم بھی دیے۔

نمل کو زندگی نے اگر ایک نعمت دی تھی تو وہ کیوں اس نعمت کو بھی نہ بچاتی! آج اس نے اپنے اندر کے شر کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا تھا تاکہ باقی سب کو کوئی نقصان نہ ہو۔اس نے اپنی دوستی بچائی تھی اور اسکا اعتراف بھی اس کی دونوں دوستوں نے کیا تھا۔ نمل اپنی دوستی میں وفا نبھا گئی تھی۔ محراب اسکو بچانا چاہتی تھی کہ وہ کوئی قتل نہ کرے تاکہ بعد میں اسکو بچا لیا جائے لیکن نمل کی موت اسی طرح لکھی تھی۔

Clubb of Quality Content

کچھ سال بعد

سب کچھ نارمل ہو چکا تھا اور محراب اور آحل کی شادی ہو چکی تھی۔اور زیمل اور آلیار کی۔

آلیار تم مجھ سے کتنی محبت کرتے ہو؟ آج اچانک زیمل نے یہ سوال پوچھا تھا۔ وہ اپنی ایک سالہ بیٹی نمل کے ساتھ آحل اور محراب کے بیٹے کی سالگرہ پر جا رہے تھے۔ زیمل نے گرے میکسی پہنی ہوئی تھی جو کہ بہت یونیق تھی اور بالوں کو کرل کر کے پیچھے کیا ہوا تھا۔ جبکہ آلیار کا ٹو پیس سوٹ بھی اسی رنگ کا تھا۔

کیوں پوچھ رہی ہو؟ آلیار نے سوال داغا۔

ویسے ہی۔

تمہیں پتا ہے کہ اللہ نے مجھ سے بے شمار نعمتیں واپس لے لیں۔ لیکن پھر بھی مجھ گنہگار پر اللہ نے ایک بہت بڑا احسان کیا ہے۔ پتا ہے جب بھی میں سورت رحمان کی تلاوت کرتا ہوں اور اس میں جب یہ آیت آتی ہے نہ

اور تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے

تو مجھے ہمیشہ تمہارا خیال آتا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ اس دنیا میں ہی میرے رب نے مجھے جنت سے نواز دیا ہے۔ تم جیسی شریکِ حیات اور پھول جیسی بیٹی کو دے کر۔ میں دنیا کا سب سے خوشنصیب مرد سمجھتا ہوں خود کو۔ جب تم ساتھ ہوتی ہو تو لگتا ہے کہ میں بالکل مکمل ہوں۔

تمہارے بغیر میں جینا کا سوچ بھی نہیں سکتا۔یہ کہتے ہوئے آلیار نے عقیدت سے زیمل کی پیشانی پر بوسہ دیا اور ساتھ ہی اپنی بیٹی جو کہ ہو بہو زیمل جیسی تھی اس کو اپنے کندھوں پر بٹھایا اور زیمل کا ہاتھ تھاما اور باہر کا رخ کیا۔

ختم شد

امید ہے کہ آپ سب کو پسند آیا ہو گا۔اور میں نے جن کرداروں کے ذریعے جن باتوں پر تنقید کی ہے آپ اسکو بھی سمجھیں گے۔امید ہے آپ سب اس تحریر میں چھپے سبق کو یاد کریں گے اور مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

اللہ حافظ !

اپنا بہت سارا خیال رکھنا۔

اور رویو لازمی دیجیا گا.

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: